۷۸۶

چھٹا مرثیہ

درحال حضرت امام حسین علیہ السلام

۱۰۷
بند

مطلع

۱ دفن علی اصغرؑ سے جو فرصت ہوئی شہ کو بس داغ اُٹھانے سے فراغت ہوئی شہ کو
دل جلنے لگا پیاس کی شدت ہوئی شہ کو یعنی طلب جام شہادت ہوئی شہ کو
پہلو خلش غم سے بدلنے لگے حضرت درد و غم و حسرت سے بہلنے لگے
آ کر درِ خیمہ پہ ٹہلنے لگے حضرت

۲ تنہا جو بنایا تھا مزارِ علی اصغرؑ یاد آ رہے تھے قاسمؑ و عباسؑ دلاور
تھے محو تصور میں جو سب کے شہِ صفدر ہر بار پکار اُٹھتے تھے بیٹا علی اکبرؑ
وہ خلد میں تھے اور دلِ شہ میں تھے غم اُن کے
تھے داغِ جگر خاک پہ نقشِ قدم اُن کے

۳ صدمہ تھا کہ دل مُنہ کو چلا آتا تھا ہر بار برساتی تھی مینہ آنسوؤں کا چشم گہربار
مونس نظر آتا تھا کوئی اور نہ غمخوار فرما رہے تھے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار
دل میں تھی حرارت غمِ جانکاہِ پسر کی
تھا آگ پہ سیماب یہ صورت تھی جگر کی

www.emarsiya.com

دل میں چمک اُٹھی ہوا سینے میں کبھی درد　　ہوتا ہے کبھی رنگ سپید اور کبھی زرد
دل ہے یہ مکدر رخِ پُرنور سے ہے گرد　　گرمی کا یہ عالم ہے کہ آہیں بھی نہیں سرد
ہونٹوں میں تری اب کہیں پائی نہیں جاتی
یہ خشک زباں ہے کہ چبائی نہیں جاتی

غم سے ہے یہ ضعف آپ میں آیا نہیں جاتا　　رخصت کے لیے خیمے میں جایا نہیں جاتا
ہے درد کدھر کو یہ بتایا نہیں جاتا　　پہلو کو بھی اب ہاتھ لگایا نہیں جاتا
راحت کی جگہ کوئی بجز گور نہیں ہے
ٹوٹی ہے کمر بازوؤں میں زور نہیں ہے

شدت کی ہے دھوپ اور گُل زخم ہیں آلے　　ہے کوئی کہ اس حال میں اپنے کو سنبھالے
لوں چلتی ہے گرمی کے ہیں انداز نرالے　　قطروں سے پسینے کے پڑے جاتے ہیں چھالے
جو سایۂ حق میں ہو، مضرت اُسے کیا ہو
جل جائے قبا گر تنِ سرورؑ سے جُدا ہو

شعلوں کی طرح دشت میں اُٹھتے ہیں بگولے　　پرکالۂ آتش ہو کوئی پھول جو پھولے
جل جائے اگر موج لبِ نہر کو چھو لے　　گرمی ہے جسے خود کبھی خورشید نہ بھولے
اُٹھتا ہے دھواں دل سے بڑی دھوپ سہی ہے
معلوم یہ ہوتا ہے زمیں کانپ رہی ہے

گرمی ہے کہ شبیرؑ کو دشوار ہے جینا　　ہے رخ تمازت کے سبب چاند سا سینا
ماتھے کا رکابوں سے ٹپکتا ہے پسینا　　پر ہے وہی چتون وہی تیور کا قرینا
کہتی ہے بہن گھر میں چلے آؤ وہاں سے
ہمت کا تقاضہ ہے سر کیجے نہ یہاں سے

9
دریا پہ لعیں پی رہے ہیں سامنے پانی — بے آب ہے زہراؑ و یداللہ کا جانی
شبیرؑ کو جس طرح کی تھی تشنہ دہانی — سُنیئے کبھی اُس پیاس کو کانٹوں کی زبانی
ہر بار ہے عالم شہِ ابرار پہ غش کا
دریا کی طرح بڑھ رہا ہے جوشِ عطش کا

10
اس وقت حرارت پہ جو ہے مہرِ منوّر — ہے سُرخ تمازت سے رُخِ سبطِ پیمبرؐ
گرمی سے ہیں لب خشک پسینے میں قبا تر — ہے ضعف بہت قبضۂ شمشیر پہ ہے سر
حالت جو ہے تغیّر حرارت سے زمیں کی
مٹّی ہوئی جاتی ہے طبیعت شہِ دیں کی

11
صدمے سے نہ تھا ہوش دل و جانِ نبیؐ کو — واں شوق ہوا ظلم کا افواجِ شقی کو
لشکر سے بڑھے لوگ مبارز طلبی کو — آواز یہ دی بھیجئے میداں میں کسی کو
شہ بولے کہ باقی یہی اب زار و حزیں ہے
بس اب ہمیں آتے ہیں کوئی اور نہیں ہے

12
پردہ درِ خیمہ کا اُٹھا کر شہِ صابر — زینبؑ کو پکارے کہ خدا حافظ و ناصر
چلّائی وہ اے گلشنِ جنّت کے مسافر — صورت تو دکھا دو کہ یہ دیدار ہے آخر
آغوش میں نادان سکینہؑ کو نہ لوگے
جاتے ہوئے کیا مجھ سے گلے بھی نہ ملوگے

13
یہ سُن کے چلے آئے شہِ دیں پئے رخصت — تسلیم کو زینبؑ جو اُٹھیں رو دیئے حضرت
آنکھوں میں پھری مادرِ ناشاد کی صورت — تھے غم کے سبب خشک رخ واں نہ تھی رنگت
فرمایا بہن صبر کرو رنج و بلا میں
تا اور بڑھے مرتبہ درگاہِ خدا میں

www.emarsiya.com

دیکھو ہمیں کس حال میں ہیں آج سحر سے　　قسمت نے چھڑایا ہے برابر کے پسر سے
ہر چند کہ بے آب ہیں چوبیس پہر سے　　کچھ ضعف نہیں جھک گئے ہیں درد کمر سے
کیونکر یہ کہیں لاش پہ ہم جا کے نہ روئے
یہ بھی ہے بڑی بات کہ چلا کے نہ روئے

روکے کوئی دل کو غمِ دلبر میں تو جانیں　　بیتاب نہ ہو رنجِ برادر میں تو جانیں
ہوں داغِ جدائی دلِ مضطر میں تو جانیں　　تنہا رہے اور کوئی نہ ہو گھر میں تو جانیں
دیکھے جو کوئی صاحبِ دل، رنج سے مر جائے
اس واقعہ کو سن کے بھلا صبر تو کر جائے

یعقوبؑ نے کیا صبر کیا کوئی بتائے　　لاشہ کسی فرزند کا میدان سے لائے
ایوبؑ کی شہرت پہ کوئی شخص نہ جائے　　گر صبر کا نظارہ ہو منظور تو آئے
خواہر مجھے دعویٰ ہے اگر فضلِ خدا ہو
آنکھوں سے وہ دیکھے جو نہ کانوں سے سنا ہو

بے شیر کو میں لے کے گیا تھا سوئے میداں　　پیاسا مرے ہاتھوں پہ ہوا تیر سے بیجاں
اب کیا کہوں کس طرح کیا دفن کا ساماں　　کیونکر ہوا پیوندِ زمیں وہ مہِ تاباں
آتا ہے جو دھیان آپ میں دل رہ نہیں سکتا
وہ داغ سہا ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا

تھا قصد کہ میدان سے اب گھر میں نہ آئیں　　تھی فکر بڑی دیر سے، جائیں کہ نہ جائیں
شرمندہ ہیں اک ایک سے کیا شکل دکھائیں　　پوچھو ابھی بیٹوں کو، تو کیا تم کو بتائیں
گردن پہ لگا تیرِ جفا مر گئے اصغرؑ
بانو سے نہ کہنا کہ قضا کر گئے اصغرؑ

www.emarsiya.com

۱۹
ہم ہیں نہیں دم اور ہے واں قتل کی تدبیر — اب تک عجب احوال میں ہیں صبح سے شبیرؑ
کچھ حال تم اپنا تو کہو زینبِ دلگیر — بولیں کوئی تن پہ نہیں زخم تبر و تیر
بیٹوں کے بھی مرنے کا شش و پنج نہیں ہے
ہیں آپ سلامت مجھے کچھ رنج نہیں ہے

۲۰
صدقے گئی بس خیمے سے اب اے بہن جانا — فرمایا بہن کیا کہے گا مجھ کو زمانا
حیدرؑ ہیں پدر احمدِ مختارؐ ہیں نانا — ہے سب کی زباں زد مری جرأت کا فسانا
شہرہ ہے حمیت کا شجاعانِ عرب میں
مر جاؤں گا پر بات تو رہ جائے گی سب میں

۲۱
رہ جائے مرا نام جدا تن سے جو ہو سر — میں قید ہوں یہ امر مناسب نہیں خواہر
آئے تھے کمک کو ملک اے زینبِ مضطر — ہمت نے کہا ننگ ہے احسان سے بہتر
آگے مرے کچھ لشکرِ بد ذات نہیں ہے
تم جانتی ہو فتح کوئی بات نہیں ہے

۲۲
اکبرؑ کے کلیجے سے سناں مجھ سے نکلتی! — عباسؑ دلاور کی بھلا لاش سنبھلتی؟
مرجاتا میں گر دن علی اصغرؑ کی جو ڈھلتی — دو دن کی مصیبت میں طبیعت نہ بدلتی
ہے اُس کی مدد آئی ہے نوبت جو یہاں تک
احسان کا اُس کے ہو بہن شکر کہاں تک

۲۳
تھے فضلِ خدا سے مرے انصار بھی صابر — عمران و نعیم و انس و سالم و عامر
افسوس ظہیر اور حبیب ابنِ مظاہر — اُٹھ اُٹھ گئے یہ لوگ، وہ صحبت ہوئی آخر
ان سب کے گُلِ داغ مرے دل پہ کھلے ہیں
ایسے رفقا اب نہ ملیں گے نہ ملے ہیں

www.emarsiya.com

۲۵۴ یہ کہہ کے جو بیتاب ہوئے سیدِ والا — آنکھیں ہوئیں پرُ آب ہوا دل تہ و بالا
غم بڑھنے لگا پر شہِ ابرار نے ٹالا — روکا دلِ مضطر کو طبیعت کو سنبھالا
فرمایا کہ ہم موت کے مشتاق ہیں زینبؑ
اب زیست کے یہ چند نفس شاق ہیں زینبؑ

۲۵۵ مر جائیں تو رونا بس اب آنسو نہ بہاؤ — بانو سے الگ ہو تو سکینہ کو بلاؤ
زینبؑ نے بھتیجی کو صدا دی ادھر آؤ — بابا کو ذرا چاند سی تصویر دکھاؤ
آثار یتیمی نظر آتے ہیں سکینہؑ
جلد آؤ کہ شہ مرنے کو جاتے ہیں سکینہؑ

۲۵۶ کچھ ہوش نہ تھا پیاس سے احوال تھا تغیر — ماں لے کے اسے آئیں حضورِ شہِ دلگیر
بانو کی طرف دیکھ کے رونے لگے شبیرؑ — اک تیر لگا دل پہ کہ یاد آگیا بے شیر
بولے نہ وہ دل ہے نہ بحالی ہے تمہاری
محجوب ہیں ہم گود جو خالی ہے تمہاری

۲۵۷ کی عرض کہ صبر آپ کا ہے قابلِ حیرت — اٹھارہ برس بعد ہوئی ایک سے فرقت
اب یہ چھ مہینے کے سدھارے سوئے جنت — کچھ عرض کے قابل نہیں جو ہے مری حالت
دھیان اصغرِ بے شیر کا جاتا نہیں مجھ کو
حیران ہوں رونا بھی اب آتا نہیں مجھ کو

۲۵۸ فرمایا کہ ہے حق کی طرف، بانوئے ناشاد — کیونکر نہ ہو یہ حال کہ گھر ہوگیا برباد
تم سن کے فقط کرتی ہو یوں نالہ و فریاد — ہم کس سے کہیں آنکھ سے دیکھی ہے جو بیداد
دنیا سے گزرتے ہوئے دیکھا نہیں تم نے
صد شکر کہ مرتے ہوئے دیکھا نہیں تم نے

۲۹
یہ سُن کے جو رونے لگی وہ مضطر و حیراں ہشیار ہوئی دخترِ شاہنشہِ ذی شاں
بس گود سے مادر کی اُتر آئی وہ ناداں تھا ماں پسرِ فاطمہؑ کا گوشۂ داماں
کی عرض عبث اشکوں سے مُنہ دھوتے ہو بابا
پیاس اور بڑھی جاتی ہے کیوں روتے ہو بابا

۳۰
مُنہ چوم کے فرمایا ہمیں پیاس نہیں اب ہے رنج فقط یہ کہ بہت خشک ہیں یہ لب
درپیش ہے ہم کو سفر، احباب گئے سب اک جام بھی کیا جانے میسر ہو تمہیں کب
کی عرض کہ ہم آپ کو پیارے نہیں بابا
تنہا تو کبھی آپ سدھارے نہیں بابا

۳۱
فرمایا کہ تم رنج نہ کرتیں تو بتاتے چھٹنے کا مسافر کے بہت غم نہیں کھاتے
جانا ہے وہاں پھر کے جہاں سے نہیں آتے جاتے جو کہیں اور تمہیں لے کے نہ جاتے؟
ہوتے ہیں جُدا تم سے کہ ناچار ہیں بیٹی
ہم طرفہ مصیبت میں گرفتار ہیں بیٹی

۳۲
زینبؑ سے یہ بولا وہ پیمبرؐ کی نشانی دیکھا جو مجھے کرتے ہوئے اشک فشانی
بچی ہے مگر کی نہ بیاں تشنہ دہانی اب دل کو غم اس کا ہے کہ مانگا نہیں پانی
انسان گرفتارِ مصیبت ہے جہاں ہے
اولاد کی اُلفت بھی عجب کاہشِ جاں ہے

۳۳
دے گا وہی صبر اس کو مجھے جس نے دیا ہے ہے سب پہ عنایت کی نظر سب کا خدا ہے
وہ صانعِ جن و ملک و ارض و سما ہے ہم اُس سے جُدا اور نہ وہ ہم سے جُدا ہے
حکم اُس کا وہ ہے جس سے ہر اک چیز بنی ہے
اللہ ہی موجود ہے، خالق ہے، غنی ہے

www.emarsiya.com

یہ کہتے ہی جوشِ الفتِ معبود کا آیا   بیتابیٔ دل نے عجب انداز دکھایا ۳۴
بیٹی کی محبت کا اثر تک نہیں پایا   دامن کو جھٹک کر شہِ والا نے چھڑایا
اللہ نگہبان کہا اشک ڈھل آئے
گھبرائے ہوئے خیمے سے باہر نکل آئے

اسوار ہوا جان و دلِ شاہ مدینہ   تابندہ ہوا مُہرِ نبوت کا نگینہ ۳۵
مرنے کو چلے اور ہوا دل کا قرینہ   طوفاں سے بچا اُمتِ عاصی کا سفینہ
باگ اُٹھتے ہی کیا جانیے کیا ہو گیا گھوڑا
بجلی کے چمکتے ہی ہَوا ہو گیا گھوڑا

یہ چال کہ رشکِ بادِ سحر کو نہیں معلوم   ہر رگ میں در آیا گلِ تر کو نہیں معلوم ۳۶
دل ہو گیا پامال جگر کو نہیں معلوم   آنکھوں میں پھرا اور نظر کو نہیں معلوم
ہے چشم میں پتلی کا اثر شانِ خدا ہے
ثابت صفِ مژگاں کے اُلٹنے سے ہوا ہے

یاں راہ میں تھا لشکرِ اسلام کا سردار   واں فوج میں دی پیک نے آواز خبردار ۳۷
سرکے پسرِ سعد کے سب غاشیہ بردار   ہٹ ہٹ گئے وہ قلب میں تھے جو کہ جگردار
تھرانے لگے پاؤں ہر اک دشمنِ دیں کے
گرنے لگے خیمے بھی لرزنے سے زمیں کے

ہلچل سے پیادوں کی پریشان ہیں سوار   گھوڑوں کی صدا کان میں آتی ہے جو ہر بار ۳۸
شہ روکتے آتے ہیں کہ بےچین ہے رہوار   ہے قتل سے اعدا کے ابھی آپ کو انکار
ہے تیغ مُصر سر زنشِ فوجِ لعیں پہ
رکھے ہوئے ہے سر کو رکابِ شہِ دیں پر

www.emarsiya.com

۳۹
ہے آمدِ سرورؑ، تہ و بالا ہے زمانہ — ہے شور کہ ہنگامۂ محشر ہے فسانہ
آتا ہے مگر اسپِ شہنشاہِ یگانہ — طوفان میں ہے نوح کی کشتی بھی روانہ
ہے خوف یہ طاری کہ فرس بول رہے ہیں
سب فوج کے سردار کمر کھول رہے ہیں

۴۰
جب سرورِ دیں متصلِ فوجِ شر آئے — غل پڑ گیا جان و دلِ خیر البشر آئے
آمادہ لڑائی پہ شہِ بحر و بر آئے — کس شان سے تولے ہوئے تیغِ دو سر آئے
دیکھا جو پریشان بہت فوجِ ستم کو
چمکار کے روکا فرسِ تیز قدم کو

۴۱
ارشاد کیا دلبرِ زہراؑ نے یہ سب سے — واقف ہے جہاں میرے حسب اور نسب سے
افضل ہوں شرافت میں تمام اہلِ عرب سے — کچھ ہے تمھیں معلوم کہ پیاسا ہوں میں کب سے
غیرت کے سبب حال عیاں کر نہیں سکتا
بچوں پہ جو گزری ہے بیاں کر نہیں سکتا

۴۲
میں حجتِ معبود ہوں اے اہلِ ضلالت — اللہ نے جد پر مرے کی ختم رسالت
اور اُمِ ابیہا مری مادر کی ہے کنیت — بابا سے برادر سے ملی مجھ کو امامت
شہرت رہے گی عالمِ ایجاد میں میری
تا حشر یہ عہدہ ہے اب اولاد میں میری

۴۳
کیا اب یہی ٹھہری کہ مجھے قتل کرو گے؟ — آخر کبھی شرمندہ بھی ہو گے کہ نہ ہو گے؟
کافر ہوئے اب نام نہ اسلام کا لوگے؟ — مہمان ہوں پانی مجھے دو گے کہ نہ دو گے؟
سر تن سے جدا ہوں گے تو پہنچو گے سزا کو
حجت مری اب ختم ہوئی آؤ دغا کو

www.emarsiya.com

۴۴
ٹھہرے رہے یہ سوچ کے تا دیر شہِ دیں — ایک ایک لڑے گا کہ یہی جنگ کا آئیں
واں مشورہ کرنے لگے آپس میں وہ بے دیں — اب دل سے نکالو جو ہے بغض و حسد و کیں
گھیرو پسرِ فاطمہ کو چار طرف سے
سب مل کے لڑو حیدرِ صفدر کے خلف سے

۴۵
باجوں کا ہوا شور بڑھی فوج عمر کی — نزدیک صفیں آئیں ادھر اور اُدھر کی
برہم ہوئی یاں طبعِ شہِ جن و بشر کی — تیغ آپ نکل آئی جو قبضے پہ نظر کی
وہ تابعِ ارشادِ شہنشاہِ اُمم تھی
تسلیم کا تھا قصد تو پہلے ہی سے خم تھی

۴۶
اک ضرب میں کاٹی کمر اس کی تو سر اُس کا — مجروح کیا اُس کے دل اس کا جگر اُس کا
کیا وار اُٹھاتا کوئی بیداد گر اُس کا — تھا زہرِ ہلاہل سے زیادہ اثر اُس کا
سر کے شہِ ذی جاہ ادھر ہاتھ لگا کے
نیلے تھے لبِ زخم اُدھر اہلِ جفا کے

۴۷
بس آج اخیری ہے جو حضرت کی لڑائی — بالکل ہے شہنشاہِ ولایت کی لڑائی
کس قہر کا ہے معرکہ آفت کی لڑائی — ہے حشر کا ہنگامہ قیامت کی لڑائی
غصہ ہے کہ حضرت نے بڑے رنج سہے ہیں
اعدا کو جہنم کی طرف بھیج رہے ہیں

۴۸
دو لاکھ سے ہیں گرمِ وغا شاہِ دو عالم — تھمتے ہیں کبھی، وار کبھی کرتے ہیں پیہم
آیا جو کمک کے لیے واں لشکرِ اظلم — یاں بڑھ گیا گھوڑے کا بھی دم، تیغ کا بھی دم
بائیں طرف آیا جو پرا داہنی طرف کا
ہاتھ اور کھلا ابنِ شہنشاہِ نجف کا

۴۹ تھرا رہے ہیں کوہ سمیٹے ہوئے دامن — کیا تاب و تواں ہے کہ ذرا بول سکے رن
طاقت یہ گھٹی بیٹھ گئے خاک پہ توسن — بڑھتے نہیں وہ لوگ جو ہیں رشکِ تہمتن
ٹوٹی ہیں صفیں بندھ گئے جو، دل ٹوٹ گئے ہیں
چھوٹا ہے جو میدان تو جی چھوٹ گئے ہیں

۵۰ ہے برقِ غضب تیغِ شہِ دیں کی چکاچاک — ہے اسپ ہوا اُڑ رہے ہیں دامنِ فتراک
اعدا کو مٹا دینے میں دونوں کو نہیں باک — تلوار جو ہے تیز تو گھوڑا بھی ہے چالاک
تا حشر انہیں ہر ایک لعیں یاد کرے گا
یہ خاک کرے گی تو وہ برباد کرے گا

۵۱ بڑھتے ہی چلے آتے ہیں شاہنشہِ دلگیر — تلوار کو غصّے میں نہیں روکتے شبّیرؑ
ڈوبے ہیں لہو میں کہ اُبھرتے نہیں بے پیر — ہے شور کہ ہے باڑھ پہ آبِ دمِ شمشیر
ہے قہرِ خدا دار ہر اک سرورِ دیں کا
بس آج ٹھکانا ہے فلک کا نہ زمیں کا

۵۲ وہ نورِ رخِ شہ وہ چمکتی ہوئی تلوار — کوسوں سے نظر آئے جھلکتی ہوئی تلوار
جوہر کے گلوں سے ہے مہکتی ہوئی تلوار — پھولی ہوئی ڈالی ہے لچکتی ہوئی تلوار
غصّے میں عجب شکل ہے اُس عربدہ جو کی
یہ باڑھ کا عالم ہے کہ ہے دھار لہو کی

۵۳ انداز وہ اس کے ہیں کہ دشمن جسے مانیں — کھولی ہے زباں اس نے تو ہیں بند زبانیں
ہر کشتیِ تن چور ہوئی دیں وہ تکانیں — دُزدیدہ نگاہوں سے لیے لیتی ہی جانیں
ہے دیدۂ جوہر سے خطر لشکرِ شر کو
سر خم ہے سوئے شاہ، یہ آنکھیں ہیں اُدھر کو

۵۴ سر نیزوں پہ ہیں دل میں چبھی جاتی ہیں نوکیں — اعدا کا ہے قصد اپنے کو خود آگ میں جھونکیں
تجویز کریں پہلے سپر پھر اسے ٹوکیں — ممکن نہیں چلتی ہوئی تلوار کو روکیں
وار اوچھے بھی اُٹھتے نہیں اب فوج لعیں سے
جب گرتی ہے خط ڈال کے اُٹھتی ہی زمیں سے

۵۵ اُس تیغ کا انداز بلائے دل و جاں تھا — ٹھہرا ہوا پانی بھی قیامت کا رواں تھا
حیراں تھے مَلک اور جنوں کا یہ بیاں تھا — حال اس کا بھلا بیرِ عَلم میں یہ کہاں تھا
خیبر سے یہ مشتاق ستیز اور ہوئی ہے
جبریلؑ کے پر کاٹ کے تیز اور ہوئی ہے

۵۶ دیکھے جو کوئی جنگ میں رہوار کی تیزی — آنکھوں سے گرے برقِ شرر بار کی تیزی
شامل جو ہے دستِ شہِ ابرار کی تیزی — کچھ اور سوا ہو گئی تلوار کی تیزی
ہے طرزِ علیؑ غزوۂ سلطانِ زماں میں
یہ جنگ ہے کہتے ہیں ستیز اس کو جہاں میں

۵۷ اب زیست سے مایوس ہر اک اہلِ ستم ہے — جو تن ہے وہ پامال ہی جو سر ہے قلم ہے
گو دیر ہوئی پر نہ یہ کم ہے نہ وہ کم ہے — گھوڑے میں وہی جان، وہی تیغ میں دم ہے
اعدا کو لڑائی کا نہیں حوصلہ باقی
پر شہ کو وغا کا ہے وہی ولولہ باقی

۵۸ مارا جو اُسے بڑھ کے تو ہٹ کر اسے مارا — گر دُور سے اُس کو تو لپٹ کر اسے مارا
للکارے اُسے اور جھپٹ کر اسے مارا — دکھلائی اُسے آنکھ پلٹ کر اسے مارا
پیری میں سب اندازِ وغا خوب دکھائے
نرغے کی لڑائی کے بھی اسلوب دکھائے

www.emarsiya.com

کرتی تھی فنا تیغِ شہِ دیں کی چمک تک — کیا دخل کہ دشمن کی جھپک جائے پلک تک ۵۹
کاٹا یہ زمیں کو، نظر آتی ہے سمک تک — جب گر کے اُٹھی خون گیا اُڑ کے فلک تک
دستِ ملک الموت سے ہے بڑھ کے پھل اس کا
پستی و بلندی پہ ہے یکساں عمل اس کا

رہواروں کے بھی تیغ نے منہ جنگ سے موڑے — اب لوگ بھی کم رہ گئے ہیں دل بھی ہیں تھوڑے ۶۰
ہے ضعف کہ ہاتھوں سے سنبھلتے نہیں کوڑے — جب منہ پہ چمکتی ہے اُلٹ جاتے ہیں گھوڑے
کس طرح سے پسپا ہوئے بے حال ہوئے ہیں
پیدل نئے انداز سے پامال ہوئے ہیں

ہر ایک سے شپیر کا وار اُٹھ نہیں سکتا — ہو شیر کے پیچھے تو شکار اُٹھ نہیں سکتا ۶۱
اب گر کے کوئی ظلم شعار اُٹھ نہیں سکتا — کہتی ہے زمیں مجھ سے یہ بار اُٹھ نہیں سکتا
مطلب تجھے کیا گر ہو جدائی تن و سر میں
اب کی جسے گرنا ہو گرے جا کے سقر میں

جو قتل ہوا نار کا ہے مستحق اُلٹا — ہر بار یقیں ہے کہ زمیں کا طبق اُلٹا ۶۲
یوں فوجِ ستمگار کا نظم و نسق اُلٹا — گویا کہ مرقعے کا جہاں کے ورق اُلٹا
سارے طبقاتِ ارض کے اب تک جو تھمے ہیں
دونوں قدمِ شاہ رکابوں پہ جمے ہیں

شمشیر علیؑ سی کوئی شمشیر نہ ہو گی — ہے شور زبردست کے یہ زیر نہ ہو گی ۶۳
کھا جائے گی لاکھوں کو ذرا دیر نہ ہو گی — یہ پیٹ کی خالی ہے کبھی سیر نہ ہو گی
ہر سو ہے رواں تیغِ شہِ تشنہ گلو کی
بو آتی ہے ہر گوشۂ صحرا سے لہو کی

www.emarsiya.com

دو ٹکڑے کیا تیغ نے اُن سب کو جو تھے فرد — اک جا پہ ٹھہرتا نہیں گھوڑا دمِ ناورد ع۶۴
بیٹھا جو غبار اُٹھ کے یہاں، واں سے اُٹھی گرد — اپنے سے سوا ایک کو ہے دوسرے کا درد
ہر مرتبہ تکتا ہے فلک جھک کے زمیں کو
اُٹھ اُٹھ کے زمیں دیکھتی ہے چرخِ بریں کو

شبیرؑ اکیلے ہیں یہ ہے شوکتِ شاہی — گھوڑے کے چپ و راست ہیں دو لاکھ سپاہی ع۶۵
ہے شور اماں دیجئے اے ظلِ الٰہی — یہ نوحؑ کے طوفاں میں بھی دیکھی نہ تباہی
ندی بھی خون کی دریا بھی رکے ہیں
کچھ ڈوبتے جاتے ہیں تو کچھ ڈوب چکے ہیں

آبِ دمِ شمشیر نے اعدا کو ڈبویا — دنیا نے سبھوں کو طمعِ مال نے کھویا ع۶۶
دیکھا جو اجل کو کہ ابھی سب کی ہے جویا — ہر دیدۂ زخم آنسوؤں سے خون کے رویا
کچھ بس نہ چلا آگئی گردابِ بلا میں
پیاسے سے لڑے غرق ہوئے بحرِ فنا میں

بازار میں کوفے کے عجب حشر بپا ہے — ہٹ ہٹ کے جو فوج آتی ہے ہنگامہ سوا ہے ع۶۷
ہے خوف کی جا آمدِ شاہِ شہدا ہے — ہر ایک مکاں شہر کا میدانِ وغا ہے
جو بھاگ کے آئے ہیں غضب ہانپ رہے ہیں
جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ سب کانپ رہے ہیں

جب دور گئے ہٹ کے پرے فوجِ ستم کے — ہر سمت نظر کی شہِ ابرار نے تھم کے ع۶۸
میداں میں نشاں تک نہ رہے طبل و علم کے — سب چھپنے لگے خوف سے شمشیرِ دودم کے
یہ حال ہوا زیست سے بیزار ہیں فوجیں
ہیں آپ ادھر نہر کے اُس پار ہیں فوجیں

www.emarsiya.com

بڑھ بڑھ کے سپہ بہرِ وغا اب نہیں آتی — گھر گھر کے وہ ڈھالوں کی گھٹا اب نہیں آتی
نقارۂ رزمی کی صدا اب نہیں آتی — گرمی ہے، پھریروں کی ہوا اب نہیں آتی
وہ کون ہے جو مائلِ فریاد نہیں ہے
اب سامنے کوئی ستم ایجاد نہیں ہے

اے تیغِ زباں بس کہ لڑائی کو ہوا طول — ہو قلّہ و دلّہ سخن، اپنا ہے یہ معمول
تھوڑے سے بنے ہیں بند بہت، گرچہ ہوں مقبول — افسوس خزاں ہونے کو ہے فاطمہ کا پھول
~~مارے گئے سب اعدا~~ باقی نہیں … کوئی اکیلے شہِ دیں ہیں
بس لڑ چکے اب عازمِ فردوس بریں ہیں

ہے ضعف سے یہ حالِ شہنشاہِ خوش اطوار — بے حس ہیں قدم، کھلتے نہیں دیدۂ خونبار
رعشے کے سبب ہاتھ میں تھمتی نہیں تلوار — گردن ہوئی خم سر سے گری پڑتی ہے دستار
شہ سست کھڑے ہیں کہ بڑی جنگ ہوئی ہے
زخموں پہ ورم ہے کہ قبا تنگ ہوئی ہے

اس درجہ ہے رنج کہ مرنے کی ہوس کی — کیا روح سے تکلیف اٹھے تن کے قفس کی
چلتی ہے چھری آمد و شد یوں ہی نفس کی — جو حال ہے شہ کا وہی حالت ہے فرس کی
کج بیٹھے ہیں یہ کوہِ الم دل پہ گرا ہے
اب خاک پہ اک چادرِ زہرا کا سرا ہے

دیکھا ہے جو اعدا نے کہ اب ضعف ہے طاری — ہر سو سے چلے آتے ہیں بھاگے تھے جو ناری
شہ زین سے بیزار ہیں سر تن پہ ہے بھاری — ہے حد کی نقاہت کہ بہت زخم ہیں کاری
ہلتا ہے جگر تیغوں کے چلنے کی صدا سے
دل ہے کہ اڑا جاتا ہے تیروں کی ہوا سے

www.emarsiya.com

۴۴
فردوس میں ہے صبح سے ہنگامۂ محشر
زہراؑ ہیں کہیں غش میں، پڑی ہے کہیں چادر
مقتل کی طرف آنے کا ہے قصدِ پیمبرؐ
بیٹھے ہیں کمر باندھے ہوئے حیدرِؑ صفدر
ہر سمت ہے دھوم آمدِ شاہِ شہدا کی
آنکھیں ہیں سوئے دُرِ حسنِ سبز قبا کی

۴۵
ہوتے ہیں مکاں صاف پئے جانِ پیمبرؐ
استادہ ہیں حوریں درِ جنت پہ برابر
بڑھ بڑھ کے چھلکتا ہے یہ مشتاق ہے کوثر
پیاسے کی جو آمد ہے بھرے جاتے ہیں ساغر
دعوت ہے کہ دیکھی نہ ہو دنیا میں کسی نے
بندے کو بلایا ہے جنابِ احدی نے

۴۶
رہ رہ کے منگاتے ہیں خبر احمدِ مختار
جبریلِ امیں ماریہ میں آتے ہیں ہر بار
ہیں بہرِ پسر اشک فشاں حیدرِ کرار
دروازے پہ زہراؑ کی سواری بھی ہے تیار
جلد آنا ہے منظور کہ اندوہ بڑے ہیں
پر کھولے ہوئے جعفرِ طیار کھڑے ہیں

۴۷
یاں جھکتے ہیں جب خاک کی جانب شہِ جمہور
روتی ہوئی غرفے سے سرک جاتی ہے ہر حور
آئے ہیں کمک کو جو ملک دشت ہے معمور
فرماتے ہیں شہ غش میں کہ ہرگز نہیں منظور
اک بندۂ ناچیز ہوں اُس ربِ احد کا
میں کُل کے مددگار سے طالب ہوں مدد کا

۴۸
ہر سمت کو مجمع ہے رسولانِ سلف کا
سر خم کیے خاموش ہیں سب، ہے ادب ایسا
یثرب کے شہنشاہ کا دربار ہے گویا
بند آنکھیں کیے جھوم رہے ہیں شہِ والا
گرنے کو ہیں پشتِ فرسِ نیک سیر سے
اُٹھے ہوئے ہیں ہاتھ ادھر اور اُدھر سے

www.emarsiya.com

۷۹ شہ جائیں گے پہنے ہوئے ملبوسِ شہادت		اللہ کی سرکار سے تجویز ہے خلعت
رکھے ہوئے ہیں کشتیوں میں حُلّۂ جنت		خوب آج سرافراز کرو ہے یہ مشیت
جو آج ہے اُس دن بھی یہی حکم خدا تھا
ساماں ہو وہی جو شبِ معراج ہوا تھا

۸۰ ہے حکم فرشتوں کو کہ سب لینے کو جائیں		زخموں سے ہے تن چور سنبھالے ہوئے لائیں
جو حکم کرے اُس میں نہ کچھ دیر لگائیں		گرمی ہے بہت سرد ہوں جنت کی ہوائیں
جو امر ہمارے ہیں وہ سب ہاتھ میں اس کے
ظاہر میں اکیلا ہے پہ ہم ساتھ ہیں اس کے

۸۱ خود قُلزمِ رحمت سے اُسے دوں گا میں کاسا		پانی نہ دیا اہلِ ضلالت نے ذرا سا
عاشق ہے مرا اور محمد کا نواسا		ہے جوش میں دریائے غضب جو وہ پیاسا
مختار دو عالم کا ہو شاہِ شہدا ہو
وہ آج اُسے دوں جو کسی کو نہ دیا ہو

۸۲ دی اُس نے تو جان اپنی بھلا میں اُسے کیا دوں		چاہے تو ابھی اکبرؑ و اصغرؑ کو جلا دوں
مانے تو ابھی لشکرِ اعدا کو سزا دوں		منظور کرے گر تو دو عالم کو مٹا دوں
ہر شے کا مرے حکم سے مقدور ہے اس کو
وہ ہے مجھے منظور جو منظور ہے اس کو

۸۳ واں سب کو یہ تھا حکم خداوندِ جہاں کا		یاں شہ پہ ہوا فوجِ ستمگار کا نرغا
گھوڑے سے گرے بادشہ یثرب و بطحا		مقتل کی زمیں ہل گئی تھرا گئی دنیا
جب دل میں اُٹھے درد تو کس طرح کل آئے
نزدیک یہ تھا خیمے سے زینبؑ نکل آئے

www.emarsiya.com

۸۴ ہر سمت ہوا غل کہ لڑائی ہوئی آخر — اب ذبح ہوا چاہتے ہیں شبیرِ صابر
کہتے ہیں رسولؐ اے مرے جنت کے مسافر — تجھ سا نہیں دنیا میں کوئی صابر و شاکر
تو غش ہے، طبیعت کو مری بدمزگی ہے
گرنے سے ترے دل پہ مرے چوٹ لگی ہے

۸۵ اور حضرتِ زہراؑ کے یہ بالیں پہ ہیں نالے — بچوں کو کیے جاتے ہو تم کس کے حوالے
مقتل کی زمیں جلتی ہے اور زخم ہیں آلے — ماں صدقے تنِ زار میں پڑ جائیں گے چھالے
تسکین اگر ہو تو میں دامن کی ہوا دوں
اُٹھ بیٹھو ذرا تم تو ردا اپنی بچھا دوں

۸۶ بیہوش ہے جانِ دوجگر شاہِ ولایت — اور درپئے آزار ہیں سب اہلِ شقاوت
ہے نزع کا ہنگام مگر واہ ری جرأت — تلوار کی جھنکار سے چونک اُٹھتے ہیں حضرت
پھل برچھیوں کے دل میں ہیں ناوک ہیں جگر میں
طاقت نہیں اُٹھنے کی شہِ جن و بشر میں

۸۷ چلتی ہیں جو تیغیں تو ہیں ٹکڑے کئی سر کے — پہلو ہیں فگار ایسے شہِ جن و بشر کے
سب زخم اُدھر سے نظر آتے ہیں اِدھر کے — تیروں کی گزرگاہ ہیں سوراخ جگر کے
ناوک کی سری خون میں تر بھی نہیں ہوتی
غربال یہ ہیں سلطاں کو خبر بھی نہیں ہوتی

۸۸ کھنچتی ہیں رگیں کرب میں ہیں شاہِ دوعالم — خود کہہ رہی ہے سانس اُکھڑنے کو ہے اب دم
کروٹ جو بدل لیتے ہیں ذرا سرورِ اکرم — صد پارہ ہوا جاتا ہے دل کا ہے یہ عالم
ہر بار تڑپنے سے شہِ جن و بشر کے
ٹکڑے متفرق ہوئے جاتے ہیں جگر کے

www.emarsiya.com

89 سب عضوِ بدن چور ہیں آوارہ وطن کے　　پھیلے ہوئے ہیں پاؤں شہِ تشنہ دہن کے
تیمور جو بجھے جاتے ہیں سلطانِ زمن کے　　کھل کھل کے ہوا دے رہے ہیں زخم بدن کے
عمامہ نہیں سر پہ شہِ ہر دوسرا کے
تلواروں سے کٹ کٹ گئے ہیں بند قبا کے

90 اس حال میں لیٹے ہوئے تھے شاہِ خوش اطوار　　جو غارتِ خیمہ کو چلی فوجِ ستمگار
شہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی صدا سے ہوئے ہشیار　　غیرت یہ تھی اس حال میں اُٹھے شہِ ابرار
دی شمر کو آواز کہ یہ طرفہ ستم ہے
روک ان کو کہ خیمے میں محمدؐ کے حرم ہیں

91 ان کے لیے فرما گئے ہیں احمدِ مختار　　ان بیکسوں کے قافلے کا ~~ہوں میں مددگار~~ (اب ہوں میں سالار)
لُٹ جائیں مرے سامنے یہ امر ہی دشوار　　دیکھوں گا نہ بے پردگیٔ عترتِ اطہار
سب ہوں گے فنا تیغِ شہِ عقدہ کشا سے
اس امر کا وعدہ نہیں ہے مجھ سے خدا سے

92 پھر مُڑ کے سواروں کو پکارے ادھر آؤ　　بے رحمو ستائے ہوؤں کو اب نہ ستاؤ
دل جل رہے ہیں خیموں میں کیوں آگ لگاؤ　　جیتا ہوں ابھی میں سوئے ناموس جاؤ
مُردوں کی لڑائی کا یہ انجام نہیں ہے
یہ عورتیں ہیں ان سے کوئی کام نہیں ہے

93 جب آپ نے دیکھا کہ نہیں مانتے بے پیر　　بس ٹیک کے ہاتھوں کو بڑھے حضرتِ شبیرؑ
تھا ایک نشیب کہ گئے وہاں تک شہِ دلگیر　　پھر بڑھ نہ سکے واں سے کہ حالت ہوئی تغیر
ہر چند کیا قصد پہنچ جاؤں اُدھر کو
پر ضعف نے چھوڑا نہ شہِ تشنہ جگر کو

www.emarsiya.com

۹۴ واں شمر نے روکا تو پھرا لشکرِ اعدا — یاں غش ہوئے سر رکھ کے زمیں پہ شہِ والا
آئے طرفِ سبطِ نبیؐ سب ستم آرا — تھا دھوپ میں شپیر پہ تلواروں کا سایا
دنیا میں یقیں ہے کبھی ایسے نہ ستم ہوں
نزدیک تھا پامال شہنشاہِ اُمم ہوں

۹۵ بسمل ہے زمیں پر اسد اللہ کا جایا — کھینچا کبھی یہ پاؤں کبھی اُس کو بڑھایا
اور دھیان کبھی اکبرؑ و عباسؑ کا آیا — ابرِ اَلم و یاس کبھی قلب پہ چھایا
دل میں لیے تھے بہنوں سے ملنے کی ہوس کو
تکتے تھے کبھی خیمے کو اور گاہ فرس کو

۹۶ پایا پسرِ سعد کا جس وقت اشارا — موذی کے لیے شمر نے خادم کو پکارا
سب تھم گئے لشکر سے بڑھا وہ ستم آرا — خاصانِ خدا کو نہ رہا ضبط کا یارا
رو کر جو نواسے سے نبیؐ پیار سے لپٹے
سب جان و دلِ حیدرِؑ کرار سے لپٹے

۹۷ دی احمدِ مرسل نے صدا اے مرے فرزند — ہے وقت یہی صبر کا ہاں میرے خردمند
ہشیار کہ خنجر کی ہے ایذا نفسِ چند — ڈیوڑھی میں ہیں بہن سامنے ہے آنکھیں کرو بند
کچھ سہل نہیں تم نے جو تکلیف سہی ہے
اب دیر فقط بخششِ اُمت میں یہی ہے

۹۸ تھا چار طرف دشت میں ہنگامۂ محشر — اور سینۂ شپیر پہ تھا شمرِ بداختر
اک دستِ نجس میں تھا ستمگار کے خنجر — اک ہاتھ سے تھامے ہوئے تھا ریشِ مطہر
کٹتی تھیں رگیں حلقِ تشنہ دہاں کی
گردوں سے چلی آتی تھی آوازِ فغاں کی

۹۹ پھرتی تھی چھری حلق پہ تھا صدمۂ جانکاہ   فرما رہے تھے دل سے توکلت علی اللہ
ہونٹوں پہ زباں پھیر رہے تھے شہِ ذیجاہ   آب دمِ خنجر کا مزہ لے رہے تھے شاہ
مشغول جو تھے اُمتِ عاصی کی دعا میں
کٹتا تھا گلا محو تھے شہ یادِ خدا میں

۱۰۰ پکڑے تھے ملک حیدرِ کرار کے بازو   حورانِ جناں فاطمہؑ کو تھامے تھیں ہر سو
ہر بار نبیؐ پیٹ رہے تھے سر و زانو   دریا کی طرح بہہ رہے تھے آنکھوں سے آنسو
کس پیاس میں کوثر کے کنارے گئے شبیرؑ
سر تن سے جدا ہو گیا مارے گئے شبیرؑ

۱۰۱ گھوڑے نے جو دیکھا کہ قیامت کا ہے وقت اب   خیمے کو چلا ہمہمہ کرتا ہوا مرکب
ڈھلکا ہوا ہے زین یہ معلوم ہوا جب   پردے کو اٹھا کر سوئے مقتل چلیں زینبؑ
ہوش ایسے گئے رن میں کھلے سر نکل آئے
احمدؐ کے حرم خیمے سے باہر نکل آئے

۱۰۲ چلاتی تھیں رانڈیں کہ دہائی ہے خدا کی   ان کوفیوں نے گھر سے بُلا کر یہ دغا کی
فریاد ہے معصوم سے سید سے دغا کی   لوٹ گئی سرکارِ رسولِؐ دوسرا کی
سب بی بیوں سے صبر کو فرماتی تھیں زینبؑ
روتی ہوئی مقتل کو چلی جاتی تھیں زینبؑ

۱۰۳ جب فتح کے باجوں کی صدا کان میں آئی   چلائیں کہ ہے ہے مری اماں کی کمائی
اے بیکسوں کے والی و وارث مرے بھائی   کس طرح بسر ہوں گے یہ ایام جُدائی
آؤ گے نہ تم ہاں تم آئیو یہاں، میں تو وہاں جا نہیں سکتی
جب تک نہ مروں گی میں تمھیں پا نہیں سکتی

۱۰۴ ہوں بے ہنہ سر مجھ کو ردا آکے اُڑھاؤ — بے پردہ کھڑی ہوں مجھے پردے میں بٹھاؤ
اے بھائی مجھے چھوڑ کے جنت کو نہ جاؤ — گھر لوٹنے آتے ہیں لعیں روکنے آؤ
یہ زار و حزیں قید کی تکلیف سہے گی
بازو جو بندھیں گے تو بہن کس سے کہے گی

۱۰۵ لو اہلِ عزا ختم ہوئی مجلسِ ماتم — افسوس صد افسوس گیا جلد محرم
کچھ ہو نہ سکی خدمتِ سلطانِ دو عالم — اب دیکھیے اُس سال رہیں یا نہ رہیں ہم
تیار سواری ہے دل و جانِ نبیؐ کی
کل صبح کو رخصت ہے حُسینؑ ابنِ علیؑ کی

۱۰۶ رو کر کہو یا شاہ خدا حافظ و ناصر — اے جانِ یداللہ خدا حافظ و ناصر
اے فاطمہؑ کے ماہ خدا حافظ و ناصر — لیجے شہِ ذی جاہ خدا حافظ و ناصر
ویران یہ دالان نظر آئیں گے مولا
کیا کل سے غلام آپ کے گھبرائیں گے مولا

۱۰۷ بس روک رشیدؔ اب قلم و وسعتِ زباں کو — ہے لطفِ فصاحت جو نہ ہو طول بیاں کو
مُنہ چاہیئے ہے مدحِ شہِ تشنہ دہاں کو — کر عرض کہ ہے دھیان ترا شاہِ زماں کو
کیا مختصر اس مرثیے کو نظم کیا ہے
معلوم یہ ہوتا ہے کہ جلدی میں کہا ہے